خلیفۂ اول امیر المؤمنین

# سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

مفتی جلال الدین احمد امجدی

ادارہ معارف نعمانیہ
لاہور، پاکستان

خلیفۂ اوّل امیر المؤمنین

# سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ

مفتی جلال الدّین احمد امجدی




ادارہ معارفِ نعمانیہ
شاد باغ لاہور، پاکستان

سلسلہ اشاعت نمبر ۷

نام کتاب : ــــــــــــ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
ترتیب : ــــــــــــ مفتی جلال الدین احمد امجدی
صفحات : ــــــــــــ چالیس ۴۰
سنِ اشاعت : ــــــــــــ ۱۴۱۴ ہجری ، مئی ۱۹۹۴ء
تعداد : ــــــــــــ ۲۱۰۰
مطبع : ــــــــــــ
ناشر : ــــــــــــ ادارہ معارف نعمانیہ لاہور
قیمت : ــــــــــــ دعائے خیر

نوٹ :۔ بیرونی حضرات ۴ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔

ملنے کا پتہ

ادارہ معارف نعمانیہ

۳۲۳، شاد باغ، لاہور، پاکستان

مفتی محمد خان قادری

## خلیفۂ اوّل امیرُالمؤمنین

# سیّدنا ابُوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ

الحمد للہ الذی ھدانا الی الصراط المستقیم والصلاۃ والسلام علی من اختص بالخُلُقِ العظیم وعلی الہ واصحابہ الذین قاموا بنصرۃ الدین القویم۔ اما بعد فقد قال اللہ تعالیٰ فی کتابہ العظیم۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ (پ۲۴ ع ۱) صدق اللہ العلی العظیم وبلغنا رسولہ النبی الامین علیہ وعلی الہ افضل الصلوات والتسلیم۔

ایک بار آپ تمام حضرات بلند آواز سے اپنے پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار گہر بار میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کریں۔ اللھم صل علی سیدنا ومولینا ومحمد وعلی اٰل سیدنا ومولانا محمد معدن الجود والکرم وعلی الہ واصحابہ وبارک وسلم۔

ایک باکمال استاد کہ جو بہت سی خوبیوں کا جامع ہوتا ہے۔ اپنے جس شاگرد میں جس خوبی کی ممتاز صلاحیت پاتا ہے اسی خوبی میں اس کو باکمال بناتا ہے۔ جس میں فقیہ بننے کی زیادہ صلاحیت پاتا ہے اسے فقیہ بناتا ہے، جس میں مقرر بننے کی صلاحیت واضح ہوتی ہے اسے کامیاب مقرر بناتا ہے اور جس میں مصنف بننے کی صلاحیت غالب ہوتی ہے اسے باکمال مصنف ہی بناتا ہے ــــــ تو ہمارے آقا ومولیٰ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جس صحابی میں جس خوبی کی ممتاز صلاحیت پائی اسی وصف خاص میں اسے کامل بنایا۔ لہٰذا اپنے پیارے صحابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صدیق بننے کی صلاحیت کو واضح طور پر محسوس فرمایا تو اسی وصف میں ان کو ممتاز و کامل بنایا۔ اور صدیق ہونا ایسا وصف ہے جو بہت سی خوبیوں کا جامع ہے۔ اور اس وصف خاص کے سب سے زیادہ مستحق صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی تھی اسی لئے وہ اس سے سرفراز فرمائے گئے۔

اصدق الصادقین سید المتقین

چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

## آپ کی خلافت

آقائے دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ ان کا نائب اور خلیفہ کس کو مقرر کیا جائے؟ —— حدیث شریف کی مشہور کتاب بیہقی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ خلافت کے معاملہ کو حل کرنے کیلئے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر جمع ہوئے۔ جن میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دوسرے بہت سے اجلہ صحابہ موجود تھے۔

سب سے پہلے ایک انصاری کھڑے ہوئے اور انھوں نے لوگوں سے اسطرح خطاب کیا کہ اے مہاجرین! آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ حضرات میں سے کسی شخص کو کہیں کا عامل مقرر فرماتے تھے تو انصار میں سے بھی ایک شخص کو اس کے ساتھ کر دیا کرتے تھے۔ لہٰذا اسی طرح ہم چاہتے ہیں کہ خلافت کے معاملہ میں بھی ایک شخص مہاجرین میں سے ہو اور ایک انصاری میں سے ہو۔ پھر ایک دوسرے انصاری کھڑے ہوئے اور انھوں نے بھی اسی قسم کی تقریر فرمائی۔

ان لوگوں کی تقریروں کے بعد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے

اور انھوں نے فرمایا۔ حضرات! کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے۔ لہٰذا ان کا نائب اور خلیفہ بھی مہاجرین ہی میں سے ہوگا۔ اور جسطرح ہم لوگ پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاون و مددگار رہے اب اسی طرح خلیفۂ رسول اللہ کے مددگار رہیں گے۔ یہ فرمانے کے بعد انھوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ اب یہ تمہارے والی ہیں اور پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور پھر تمام انصار و مہاجرین نے آپ سے بیعت کی۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور ایک نگاہ ڈالی تو اس مجمع میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں پایا۔ فرمایا کہ ان کو بلایا جائے۔ جب حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی کے صاحبزادے اور حضور کے خاص صحابیوں میں سے ہیں مجھے امید ہے کہ آپ مسلمانوں میں اختلاف نہیں پیدا ہونے دیں گے۔ یہ سن کر انھوں نے کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ کوئی فکر نہ کریں۔ یہ کہنے کے بعد کھڑے ہوئے اور آپ سے بیعت کرلی۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع پر ایک نظر ڈالی تو اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ تھے۔ فرمایا کہ علی بھی نہیں ہیں۔ ان کو بھی بلایا جائے۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا کہ اے ابوطالب کے صاحبزادے! آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور ان کے داماد ہیں مجھے امید ہے کہ آپ اسلام کو کمزور ہونے سے بچانے میں ہماری مدد کریں گے۔ انھوں نے بھی حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ کچھ فکر نہ کریں۔ یہ کہکر انھوں نے بھی بیعت کرلی۔ (تاریخ الخلفاء) ——— اور مدارج النبوۃ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قَدَّمَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَمَنِ الَّذِیْ یُؤَخِّرُكَ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو آگے بڑھایا تو پھر کون شخص آپ کو پیچھے کر سکتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان میں اس واقعہ کی جانب اشارہ ہے جو سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی علالت کے زمانے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے بڑھایا اور آپ ہی کو تمام صحابہ کا امام بنایا۔ یہاں تک کہ ابن زمعہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم فرمایا کہ وہ ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھیں۔ مگر اتفاق سے اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے تاکہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لَا لَا لَا یَابَی اللّٰہُ وَالْمُسْلِمُوْنَ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ اَبُوْبَکْرٍ۔ یعنی نہیں۔ نہیں۔ نہیں۔ اللہ اور مسلمان ابوبکر ہی سے راضی ہیں وہی لوگوں کو نماز پڑھائیں گے۔ (تاریخ الخلفاء ص۴۳)

بہرحال اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متفقہ طور پر خلیفہ تسلیم کر لیا گیا اور کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ اور اللہ کے محبوب دانائے خفایا و غیوب جناب احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان حرف بحرف صحیح ہوا کہ میرے بعد خلافت کے بارے میں خدائے تعالیٰ اور مومنین ابوبکر کے علاوہ کسی کو قبول نہ کریں گے ——— اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان کیوں نہ صحیح ہو کہ وہ اللہ کے پیارے محبوب ہیں۔ تو ندی کا بہتا ہوا دھارا رک سکتا ہے، درخت اپنی جگہ سے کھسک سکتا ہے بلکہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے مگر اللہ کے پیارے محبوب کا فرمان نہیں ٹل سکتا۔ (ایک بار سب لوگ ملکر بلند آواز سے درود شریف پڑھیں)

## آپ کی خلافت پر آیاتِ قرآنی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا استدلال علمائے کرام کی ایک جماعت نے اس آیت کریمہ سے کیا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَی

الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ - یعنی اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے ہیں اور اللہ ان کا پیارا ہے۔ وہ لوگ مسلمانوں پر نرم ہوں گے اور کافروں پر سخت۔ اللہ کی راہ میں وہ لوگ جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ (پ۶ ع ۱۲)

مفسرین کرام اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قوم سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کچھ عرب اسلام سے برگشتہ ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب ہی نے مرتدوں سے جہاد کیا اور پھر ان کو مسلمان بنایا ______ اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد جب عرب کے کچھ لوگ مرتد ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے قتال فرمایا تو اس زمانہ میں ہم لوگ آپس میں کہا کرتے تھے کہ آیت کریمہ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

اور پ۲۶ ع ۱۰ میں ہے قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَھُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ - یعنی ان گنواروں سے فرماؤ جو کہ پیچھے رہ گئے کہ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں۔

حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس قوم سے بنی حنیفہ یمامہ کے رہنے والے جو مسیلمہ کذاب کی قوم کے لوگ ہیں وہ مراد ہیں جن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ فرمائی۔ اور ایسا ہی طبرانی میں زہری سے مروی ہے ______ اسی لئے حضرت ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر حجت

اور واضح دلیل ہے اس لئے کہ آپ ہی نے مرتدوں سے قتال کی طرف دعوت دی ہے۔

اور حضرت شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعباس بن شریح کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہے اس لیے کہ تمام علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد جن لوگوں نے کہ زکاۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا یعنی اس کی فرضیت کے منکر ہو گئے تھے اور جو لوگ کہ مرتد ہو گئے تھے صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو ان سے قتال کی دعوت دی اور ان سے جنگ کی۔ لہٰذا یہ آیت کریمہ آپ کی خلافت پر دلالت کرتی ہے اور آپ کی اطاعت کو لوگوں پر فرض کرتی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ کے آخر میں واضح الفاظ کے ساتھ فرما دیا ہے کہ جو کوئی اس کو نہیں مانے گا وہ دردناک عذاب میں مبتلا ہوگا۔

## آپ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں علیہم الصلاۃ السلام و رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علمائے اہلسنت وجماعت کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں میں سب سے افضل ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلٰی اَحَدٍ اَفْضَلَ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیًّا۔ یعنی سوائے نبی کے اور کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہوا ہو اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہو۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں نبی کے بعد ان سے افضل کوئی پیدا نہیں ہوا۔ اور ایک دوسری حدیث میں آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا ہے اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ خَیْرُ النَّاسِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیًّا۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں سب سے بہتر ہیں علاوہ اس کے کہ وہ نبی نہیں ہیں

ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الناس یعنی لوگوں میں سب سے افضل ہیں۔ اگر کسی شخص نے اس کے خلاف کہا تو وہ مفتری اور کذاب ہے۔ اس کو وہ سزا دی جائے گی جو افترا پردازوں کے لئے شریعت نے سزا مقرر کی ہے۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خَیْرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّھَا اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ۔ یعنی اس امت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول ان سے تواتر کے ساتھ مروی ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۳۱)

اور بخاری شریف میں ہے کہ حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں کون سب سے افضل ہے قال ابو بکرٍ فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے افضل ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ پھر ان کے بعد؟ قال عُمَرُ فرمایا کہ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے افضل ہیں۔ حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں خَشِیْتُ اَنْ یَّقُوْلَ عُثْمَانُ۔ یعنی میں ڈرا کہ اب اس کے بعد آپ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیں گے تو میں نے کہا کہ اس کے بعد آپ سب سے افضل ہیں قَالَ مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں۔ یعنی از راہ انکساری فرمایا کہ میں ایک معمولی مسلمان ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۵)

اور بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ہم لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔ یعنی وہی سب سے افضل و بہتر قرار دئے جاتے تھے۔ پھر حضرت عمر کو اور ان کے بعد حضرت عثمان کو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ پھر حضرت عثمان کے بعد ہم صحابۂ کرام کو ان کے حال پر چھوڑ دیتے تھے اور ان کے درمیان کسی کو فضیلت نہیں دیتے تھے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۵)

اور حضرت ابو منصور بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس بات پر امت مسلمہ کا اجماع اور اتفاق ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق ان کے بعد حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان ان کے بعد حضرت علی اور پھر عشرہ مبشرہ کے باقی حضرات سب سے افضل ہیں۔ ان کے بعد باقی اصحاب بدر پھر باقی اصحاب احد ان کے بعد بیعت الرضوان کے صحابہ پھر دیگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳) ایک بار سب لوگ مل کر بلند آواز سے درود شریف پڑھیں۔

## صدیق اکبر اور آیات قرآنی

برادران اسلام! حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف و توصیف میں قرآن مجید کی بہت سی آیات کریمہ نازل ہوئی ہیں۔ یہاں تک کہ بہت سے بزرگوں نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ ہم ان میں سے چند آیات کریمہ آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

خدائے عزوجل ارشاد فرماتا ہے وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔ یہ آیت مبارکہ چوبیسویں پارہ کے پہلے رکوع کی ہے جس کی تلاوت کا شرف ہم آج کی شروع تقریر میں پہلے حاصل کر چکے ہیں۔ اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ جو سچائی لایا یعنی سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور جنھوں نے ان کی تصدیق کی یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی لوگ متقی ہیں۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسے ہی مروی ہے یعنی اَلَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور صَدَّقَ سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنھوں نے سب سے پہلے حضور کی تصدیق کی۔ ایسا ہی تفسیر مدارک میں بھی ہے۔ اور اسی کو حضرت امام رازی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ترجیح دی ہے اور تفسیر روح البیان نے بھی۔ لہٰذا ان مفسرین کرام کے بیان سے ثابت ہوا کہ خدائے عزوجل نے اس آیت مبارکہ میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی متقی فرمایا ہے ـــــــ معلوم ہوا کہ وہ اس امت کے سب سے پہلے متقی ہیں اور

قیامت تک پیدا ہونے والے سارے متقیوں کے سردار اور سید المتقین ہیں۔ اسی لئے اعلیحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

اصدق الصادقین سید المتقین
چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

اور پ ۱۰ ع ۱۱ میں ہے اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَاَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى۔ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۔

حضرات! تمام مفسرین کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اب اس آیت کریمہ کا مطلب ملاحظہ فرمائیں۔ خدائے عزوجل ارشاد فرماتا ہے اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ۔ یعنی اے مسلمانو! اگر تم لوگ میرے رسول کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انھیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں تھے۔ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ جب رسول اپنے یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے تھے کہ غم نہ کر بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَاَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا۔ تو اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنا سکینہ اتارا۔ یعنی ان کے دل کو اطمینان عطا فرمایا اور ایسی فوجوں سے اس کی مدد فرمائی جن کو تم لوگوں نے نہیں دیکھا۔ اور وہ ملائکہ تھے جنھوں نے کفار کے رخ پھیر دئے یہانتک کہ وہ لوگ آپ کو دیکھ ہی نہ سکے۔ وَجَعَلَ كَلِمَةَ

الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی ۔ اور کافروں کی بات کو نیچے کردی یعنی ان کی دعوت کفر و شرک کو پست کردیا۔ وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ہِیَ الْعُلْیَا ۔ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۔ اور اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

برادرانِ ملت! اس آیت کریمہ میں جو آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا یعنی غم مت کرو کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ تو اس موقع پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا غم نہیں تھا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غم تھا۔ آپ فرماتے تھے اِنْ اُقْتَلْ فَاَنَا رَجُلٌ وَّاحِدٌ وَاِنْ قُتِلْتَ ہَلَکَتِ الْاُمَّۃُ یعنی اگر میں قتل کردیا گیا تو صرف ایک فرد ہلاک ہوگا اور اے اللہ کے رسول! اگر آپ قتل کردئے گئے تو پوری امت ہلاک ہوجائے گی۔

بہرحال یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف و توصیف میں بالکل واضح ہے اور آپ کے صحابی ہونے پر نص قطعی ہے کہ خدائے عزوجل نے اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ فرمایا۔ اسی لئے حضرت حسین بن فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مَنْ قَالَ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ لَمْ یَکُنْ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَھُوَ کَافِرٌ لِاِنْکَارِہٖ نَصَّ الْقُرْاٰنِ یعنی جو شخص کہے کہ حضرت ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی نہیں تھے تو وہ نص قرآنی کے انکار کرنے کے سبب کافر ہے۔

اور تیسویں پارہ سورۂ والیل کی آیت کریمہ ہے وَسَیُجَنَّبُھَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی ۔ یعنی اور جہنم سے بہت دور رکھا جائے گا وہ شخص جو کہ سب سے بڑا پرہیزگار ہے جو کہ اپنا مال دیتا ہے خدائے تعالیٰ کے نزدیک ستھرا ہونے کے لئے۔ نہ کہ ریا، سُمعہ یا ان کے علاوہ کسی دوسرے مقصد کے لئے خرچ کرتا ہے۔

یہ آیت مبارکہ بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان

تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال کو بہت گراں قیمت پر خرید کر آزاد کر دیا تو کفار کو حیرت ہوئی اور انھوں نے کہا کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا کیوں کیا۔ شاید بلال کا ان پر کوئی احسان ہوگا جو انھوں نے اتنی گراں قیمت دیکر خریدا اور آزاد کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ظاہر فرما دیا گیا کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے کسی کے احسان کا بدلہ نہیں اور نہ ان پر حضرت بلال وغیرہ کا کوئی احسان ہے۔

اس آیت کریمہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ”اَتقیٰ“ یعنی سب سے بڑا پرہیزگار فرمایا گیا ہے۔ اور پ ۲۶ ع ۱۴ کی آیت مبارکہ ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی بیشک اللہ کے یہاں تم میں سب سے زیادہ مکرم اور عزت والا وہ ہے جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے ـــــ تو ان دونوں آیات کریمہ کے ملانے سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدائے عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم اور عزت والے ہیں۔

## صدیق اکبر اور احادیث کریمہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت اور ان کی عظمت کے اظہار میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ۔ یعنی کسی شخص کے مال نے مجھ کو اتنا فائدہ نہیں پہنچایا ہے جتنا فائدہ کہ ابوبکر کے مال نے پہنچایا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۵)

اور یہ حدیث شریف بھی ترمذی میں ہے کہ آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اَنْتَ صَاحِبِیْ فِی الْغَارِ وَصَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ۔ یعنی غار ثور میں تم میرے ساتھ رہے اور حوض کوثر پر بھی تم میرے ساتھ رہو گے۔

اور ترمذی شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میرے والد گرامی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر

ہوئے تو حضور نے فرمایا اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ۔ یعنی تجھے اللہ نے جہنم کی آگ سے آزاد کر دیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اسی روز سے میرے والدِ محترم کا نام عتیق پڑ گیا۔ (مشکوٰۃ شریف صد ۵۵۶)

اور ابوداؤد شریف کی حدیث ہے کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اَمَا اِنَّكَ یَا اَبَا بَكْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ۔ یعنی اے ابوبکر سن لو کہ میری امت میں سب سے پہلے تم جنت میں داخل ہوگے۔ (مشکوٰۃ شریف صد ۵۵۶)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک چاندنی رات میں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سرِ مبارک میری گود میں تھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کسی شخص کی نیکیاں اتنی بھی ہیں جتنی کہ آسمان پر ستارے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ عمر کی نیکیاں اتنی ہی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں نے پوچھا اور ابوبکر کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟ حضور نے فرمایا عمر کی ساری عمر کی نیکیاں ابوبکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (مشکوٰۃ شریف صد ۵۶۰)

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حُبُّ اَبِیْ بَكْرٍ وَّشُكْرُهٗ وَاجِبٌ عَلٰی كُلِّ اُمَّتِیْ۔ یعنی ابوبکر سے محبت کرنا اور ان کا شکر ادا کرنا میری پوری امت پر واجب ہے۔ (تاریخ الخلفاء صد ۴۰)

اور حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور سلام کے بعد انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے اور عمر بن خطاب کے درمیان کچھ باتیں ہوگئیں پھر میں نے نادم ہو کر ان سے معذرت طلب کی لیکن انھوں نے معذرت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ سن کر حضور نے تین بار ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر اللہ تعالیٰ تم کو معاف فرمائے۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور کی بارگاہ میں آگئے۔ ان کو

دیکھتے ہی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کا رنگ بدل گیا۔ حضور کو رنجیدہ دیکھکر حضرت عمر دوزانو بیٹھے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں ان سے زیادہ قصوروار ہوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ اِلَیْکُمْ فَقُلْتُمْ کَذَبْتَ وَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ صَدَقْتَ وَوَاسَانِیْ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ فَھَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْلِیْ صَاحِبِیْ۔ یعنی جب اللہ نے مجھے تمہاری جانب مبعوث فرمایا تو تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا مگر ابوبکر نے میری تصدیق کی اور اپنی جان و مال سے میری غمخواری و مدد کی۔ تو کیا آج تم لوگ میرے ایسے دوست کو چھوڑ دوگے؟ ـــــ اور اس جملہ کو حضور نے دو بار فرمایا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۳۷)

اور حضرت مقدام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عقیل بن ابی طالب نے کچھ سخت کلامی کی مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کی قرابت داری کا خیال کرتے ہوئے حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کچھ نہیں کہا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پورا واقعہ بیان کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پورا ماجرا سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجلس میں کھڑے ہوئے اور فرمایا اَلَا تَدَعُوْنَ لِیْ صَاحِبِیْ مَاشَانُکُمْ وَشَانُہٗ فَوَاللّٰہِ مَامِنْکُمْ رَجُلٌ اِلَّا عَلٰی بَابِ بَیْتِہٖ ظُلْمَۃٌ اِلَّا بَابُ اَبِیْ بَکْرٍ فَاِنَّ عَلٰی بَابِہٖ النُّوْرَ فَوَاللّٰہِ لَقَدْ قُلْتُمْ کَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ صَدَقْتَ وَاَمْسَکْتُمُ الْاَمْوَالَ وَجَادَ لِیْ بِمَالِہٖ وَخَذَلْتُمُوْنِیْ وَوَاسَانِیْ وَاتَّبَعَنِیْ۔ یعنی اے لوگو! سن لو۔ میرے دوست کو میرے لئے چھوڑ دو۔ تمہاری حیثیت کیا ہے؟ اور انکی حیثیت کیا ہے؟ تمہیں کچھ معلوم ہے؟ خدا کی قسم تم لوگوں کے دروازوں پر اندھیرا ہے مگر ابوبکر کے دروازہ پر نور کی بارش ہو رہی ہے۔ خدائے ذوالجلال کی قسم تم لوگوں نے مجھے جھٹلایا اور ابوبکر نے میری تصدیق کی۔ تم لوگوں نے مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لیا۔ ابوبکر نے میرے لئے اپنا مال خرچ کیا اور تم لوگوں نے میری مدد نہیں کی مگر ابوبکر نے میری غمخواری کی اور

میری اتباع کی۔ (تاریخ الخلفاء ص۳۷)

اور مشکوۃ شریف ص۵۵۶ میں ہے کہ ایک روز حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا گیا تو وہ رونے لگے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن رات میں جو عمل اور بہترین کام کئے ہیں کاشکہ میری پوری زندگی کا عمل ان کی ایک رات دن کے عمل کے برابر ہوتا۔ ان کی ایک رات کا عمل تو یہ ہے کہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی رات غار ثور پر پہنچے (جو تقریباً ڈھائی کلومیٹر بلند ہے) تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا وَاللّٰہِ لَا تَدْخُلُہٗ حَتّٰی اَدْخُلَ قَبْلَکَ۔ یعنی قسم خدا کی آپ غار میں داخل نہیں ہوں گے جبتک کہ آپ کے پہلے میں نہ داخل ہو جاؤں تاکہ اگر کوئی موذی چیز سانپ وغیرہ ہو تو اس سے تکلیف مجھی کو پہنچے اور آپ محفوظ رہیں۔ پھر آپ غار کے اندر داخل ہوئے اور اس کو خوب صاف کیا۔ اور جب غار کے اندر ان کو کچھ سوراخ نظر آئے تو ان کو انھوں نے اپنی لنگی میں سے کپڑا پھاڑ کر بھر دیا اور دو سوراخوں پر انھوں نے اپنی ایڑیاں لگا دیں۔ اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اب آپ اندر تشریف لائیے۔ حضور غار کے اندر تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے۔ ابھی حضور آرام ہی فرما رہے تھے کہ اسی حالت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں میں سوراخ کے اندر سے سانپ نے کاٹ لیا مگر آپ نے حرکت نہیں کی اور اسی طرح بیٹھے رہے اس لئے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھ نہ کھل جائے لیکن سانپ کے زہر کی انتہائی تکلیف کے سبب آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر گرے۔ حضور کی آنکھ کھل گئی۔ اور آپ سے دریافت فرمایا ابو بکر کیا ہوا قَالَ لُدِغْتُ فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھ کو سانپ نے کاٹ لیا ہے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا تو فوراً ان کی

تکلیف جاتی رہی مگر عرصۂ دراز کے بعد سانپ کا وہی زہر پھر لوٹ آیا جو آپ کے وصال کا سبب بنا یعنی اسی زہر کی وجہ سے آپ کی وفات ہوئی۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک دن کا بہترین عمل یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب کے کچھ لوگ مرتد ہو گئے اور انھوں نے کہا کہ ہم زکاۃ نہیں دیں گے یعنی اس کی فرضیت کے منکر ہو گئے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! کہ اگر مجھ کو اونٹ کی رسی جو لوگوں پر واجب ہوگی اس کے دینے سے بھی انکار کریں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں نے ان سے عرض کیا یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ تَاَلَّفِ النَّاسَ وَارْفُقْ بِهِمْ۔ یعنی لوگوں کے ساتھ الفت سے پیش آئیے اور نرمی سے کام لیجئے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم ایام جاہلیت میں تو بڑے سخت اور غضبناک تھے کیا اسلام میں داخل ہو کر ذلیل وخوار اور پست ہمت ہو گئے اِنَّهٗ قَدِ انْقَطَعَ الْوَحْیُ وَتَمَّ الدِّیْنُ اَیَنْقُصُ وَاَنَا حَیٌّ۔ یعنی وحی کا آنا بند ہو گیا ہے اور دین اسلام کامل ہو چکا ہے تو کیا میری زندگی میں وہ کمزور و ناقص ہو جائے گا؟ مطلب یہ ہے کہ میں دین اسلام کو اپنی زندگی میں کمزور و ناقص ہرگز نہیں ہونے دوں گا اور جو لوگ کہ زکاۃ دینے سے انکار کر رہے ہیں میں ان سے جہاد ضرور کروں گا (ایک بار ہم سب مل کر بلند آواز سے سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کبار پر درود وسلام کا نذرانہ پیش کریں)

یہ چند حدیثیں ہم نے آپ کے سامنے افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں پیش کی ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی حدیثیں اسی قسم کے مضمون کی حضرت صدیق اکبر کی تعریف و توصیف میں وارد ہوئی ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک سارے صحابہ میں سب سے زیادہ مقرب، سب سے زیادہ پیارے اور سب سے زیادہ فضیلت وعظمت والے حضرت صدیق اکبر ہی ہیں اور حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانشینی کے سب سے پہلے مستحق وہی ہیں۔ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا وعن سائر المسلمین۔

## آپ کا نام و نسب

برادرانِ اسلام! آپ کا نام عبداللہ ہے۔ اور ابوبکر سے جو آپ مشہور ہیں تو یہ آپ کی کنیت ہے اور صدیق و عتیق آپ کا لقب ہے۔ آپ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ ہے۔ اور آپ کی والدہ محترمہ کا نام سلمیٰ ہے جن کی کنیت ام الخیر ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب ساتویں پشت میں مُرّہ بن کعب پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شجرۂ نسب سے مل جاتا ہے۔ آپ واقعۂ فیل کے تقریباً ڈھائی برس بعد مکہ شریف میں پیدا ہوئے۔

## عہدِ طفلی میں بُت شکنی

زمانۂ جاہلیت میں بھی آپ نے کبھی بت پرستی نہیں کی ہے آپ ہمیشہ اس کے خلاف رہے۔ یہانتک کہ آپ کی عمر شریف جب چند برس کی ہوئی تو اسی زمانہ میں آپ نے بت شکنی فرمائی۔ جیسا کہ اعلیٰحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے رسالۂ مبارکہ تنزیہ المکانۃ الحیدریہ صـ۱۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کہ وہ بھی بعد میں صحابی ہوئے) زمانہ جاہلیت میں انھیں بت خانہ لے گئے اور بتوں کو دکھا کر ان سے کہا ھٰذِہٖ اٰلِھَتُكَ الشُّمُّ الْعُلٰی فَاسْجُدْ لَھَا۔ یعنی یہ تمہارے بلند و بالا خدا ہیں انھیں سجدہ کرو۔ وہ تو یہ کہکر باہر چلے گئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قضائے مبرم کی طرح بت کے سامنے تشریف لائے اور برائے اظہارِ عجزِ صنم و جہلِ صنم پرست ارشاد فرمایا اِنِّیْ جَائِعٌ فَاَطْعِمْنِیْ۔ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے۔ وہ کچھ نہ بولا۔ فرمایا اِنِّیْ عَارٍ فَاکْسِنِیْ یعنی میں ننگا ہوں مجھے کپڑا پہنا۔ وہ کچھ نہ بولا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پتھر ہاتھ میں لیکر فرمایا میں تجھ پر پتھر مارتا ہوں فَاِنْ کُنْتَ اِلٰھًا فَامْنَعْ نَفْسَكَ۔ اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا۔ وہ اب بھی نرا بت بنا رہا۔ آخر آپ نے بقوت صدیقی اس کو پتھر مارا تو وہ خدائے گمراہاں مونھ کے بل گر پڑا۔ اسی وقت آپ کے والد ماجد واپس

آرہے تھے ۔یہ ماجرا دیکھکر فرمایا کہ اے میرے بچے تم نے یہ کیا کیا؟ فرمایا کہ وہی کیا جو آپ دیکھ رہے ہیں ۔ آپ کے والد انھیں ان کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس (کہ وہ بھی صحابیہ ہوئیں) لیکر آئے اور سارا واقعہ ان سے بیان کیا۔ انھوں نے فرمایا اس بچے سے کچھ نہ کہو کہ جس رات یہ پیدا ہوئے میرے پاس کوئی نہ تھا میں نے سنا کہ ہاتف کہہ رہا ہے یَا اَمَةَ اللهِ عَلَى التَّحْقِیْقِ اَبْشِرِیْ بِالْوَلَدِ الْعَتِیْقِ اِسْمُهٗ فِی السَّمَاءِ الصِّدِّیْقُ لِمُحَمَّدٍ صَاحِبٌ وَّرَفِیْقٌ ۔یعنی اے اللہ کی سچی باندی! تجھے خوش خبری ہو اس آزاد بچے کی جس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے اور جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یار و رفیق ہے ۔ رواہ القاضی ابوالحسین احمد بن محمد الزبیدی بسندہٖ فی معالی الفرش الی عوالی العرش ۔

## آپ عہدِ جاہلیت میں

زمانۂ جاہلیت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی برادری میں سب سے زیادہ مالدار تھے، مروت و احسان کا مجسمہ تھے، قوم میں بہت معزز سمجھے جاتے تھے، گم شدہ کی تلاش آپ کا شیوہ رہا اور مہمانوں کی آپ خوب میزبانی فرماتے تھے ۔ آپ کا شمار رؤسائے قریش میں ہوتا تھا۔ وہ لوگ آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے اور آپ سے بے انتہا محبت کرتے تھے ۔ آپ قریش کے ان گیارہ لوگوں میں سے ہیں جن کو ایام جاہلیت اور زمانۂ اسلام دونوں میں عزت و بزرگی حاصل رہی کہ آپ عہد جاہلیت میں "خوں بہا" اور جرمانے کے مقدمات کا فیصلہ کیا کرتے تھے جو اس زمانہ کا بہت بڑا اعزاز سمجھا جاتا تھا۔

آپ نے عہد جاہلیت میں کبھی شراب نہیں پی ۔ ایک بار صحابۂ کرام کے مجمع میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے زمانۂ جاہلیت میں شراب پی ہے ۔ آپ نے فرمایا خدا کی پناہ ۔ میں نے کبھی شراب نہیں پی ۔ لوگوں نے کہا کیوں؟ فرمایا کُنْتُ اَصُوْنُ عِرْضِیْ وَاَحْفَظُ مُرُوَّتِیْ ۔یعنی میں اپنی عزت و آبرو کو بچاتا تھا اور مروت کی حفاظت کرتا تھا ۔ اس لئے کہ جو شخص شراب پیتا ہے اس کی عزت و ناموس اور مروت

جاتی رہتی ہے۔ جب اس بات کی خبر حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے دوبار فرمایا ابوبکر نے سچ کہا۔ ابوبکر نے سچ کہا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (تاریخ الخلفاء)

## آپ کا حلیہ

ایک شخص نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ آپ ہم سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سراپا اور حلیہ بیان فرمائیں۔ تو حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ آپ کا رنگ سفید تھا، بدن اکہرا تھا، دونوں رخسار اندر کو دبے ہوئے تھے، پیٹ اتنا بڑا تھا آپ کی لنگی اکثر نیچے کھسک جایا کرتی تھی، پیشانی پر ہمیشہ پسینہ رہتا تھا، چہرہ پر زیادہ گوشت نہیں تھا، ہمیشہ نظریں نیچی رکھتے تھے، پیشانی بلند تھی، انگلیوں کی جڑیں گوشت سے خالی تھیں یعنی گھائیاں کھلی رہتی تھیں، حنا اور کتم کا خضاب لگاتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی کے بال سیاہ و سفید ملے ہوئے کھچڑی نہیں تھے۔ آپ ان کھچڑی بالوں پر حنا یعنی مہندی اور کتم کا خضاب لگایا کرتے تھے (تاریخ الخلفاء ص ۲۲) ______ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ جو بیان کیا گیا کہ آپ کتم کا خضاب لگاتے تھے۔ اس سے آپ کے متعلق سیاہ خضاب کا گمان کرنا یا اس سے نیل اور حنا ملے ہوئے کہ مطلقاً جائز سمجھ لینا محض غلطی ہے۔ تفصیل کیلئے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے رسالۂ مبارکہ حك العیب فی حرمۃ تسوید الشیب کا مطالعہ کریں۔

## آپ کا قبول اسلام

برادرانِ ملّت:۔ بہت سے صحابۂ کرام و تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ امام شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ سب سے پہلے اسلام لانے والا کون ہے؟ تو انھوں نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور ثبوت میں حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ اشعار پڑھے جو حضرت ابوبکر صدیق کی تعریف و توصیف میں ہیں اور ان میں

سب سے پہلے آپ کے اسلام لانے کا ذکر ہے۔ اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ انھوں نے فرمایا اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ اَبُوْبَکْرٍ۔ یعنی سب سے پہلے مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لائے ——— اور ابن سعد نے صحابی رسول حضرت ابو اَروی دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ انھوں نے فرمایا اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ۔ یعنی سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب دریافت کیا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق پہلے مسلمان ہوئے یا حضرت علی؟ تو انھوں نے جواب میں فرمایا وَاللّٰہِ لَقَدْ اٰمَنَ اَبُوْبَکْرٍ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَمَنَ بَحِیْرَی الرَّاھِبِ۔ یعنی قسم ہے خدائے عزوجل کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحیریٰ راہب ہی کے زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لا چکے تھے جب کہ حضرت علی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے (تاریخ الخلفاء ص ۲۳)

اور محمد بن اسحٰق فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن عبد الرحمٰن تیمی نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جب میں نے کسی کو بھی اسلام کی دعوت دی تو اس کو تردد ہوا علاوہ ابوبکر کے کہ جب میں نے ان پر اسلام پیش کیا تو انھوں نے بغیر تردد کے اسلام قبول کر لیا ——— امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سابق الاسلام ہونے کا سبب یہ ہے کہ آپ نبوت و رسالت کی نشانیاں قبل از اسلام ہی معلوم کر چکے تھے اس لئے جب ان کو اسلام کی دعوت دی گئی تو انھوں نے فوراً اسلام کو قبول کر لیا

اور بعض محدثین یوں فرماتے ہیں کہ اعلان نبوت کے قبل ہی سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوست تھے اور آپ کے اخلاق کی عمدگی، عادات کی پاکیزگی اور آپ کی سچائی و دیانت داری پر یقین کامل رکھتے تھے۔ تو جب سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان پر اسلام پیش کیا تو انھوں نے فوراً قبول کر لیا۔ اس لئے کہ جو شخص زندگی کے عام حالات میں جھوٹ نہیں بولتا اور نہ غلط بات کہتا ہے تو بھلا وہ خدائے ذوالجلال کے

بارے میں کیسے جھوٹ بول سکتا ہے کہ اس نے مجھے رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اسی بنیاد پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً بلا تامل مسلمان ہو گئے۔

ان تمام شواہد سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کئے ہیں۔ اسی لئے بعض حضرات نے یہاں تک دعویٰ کیا ہے کہ آپ کے سب سے پہلے مسلمان ہونے پر اجماع ہے۔ لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔ اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ تو ان تمام اقوال میں ہمارے امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح تطبیق فرمائی ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق، عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ اور لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی ایمان لائے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

## آپ کا کمال ایمان

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان سارے صحابہ میں سب سے زیادہ کامل تھا جس کا ثبوت بہت سے واقعات سے ملتا ہے ـــــ حدیبیہ میں جن شرطوں پر صلح ہوئی ان میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ مکہ کے مسلمانوں یا کافروں میں سے اگر کوئی شخص مدینہ چلا جائے تو وہ واپس کر دیا جائے گا لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ سے مکہ چلا آئے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ ابھی صلح نامہ پر طرفین کے دستخط نہیں ہوئے تھے کہ ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مسلمان ہو چکے تھے مکہ معظمہ سے گرتے پڑتے اور اپنی بیڑیاں گھسیٹتے ہوئے حدیبیہ مقام پر مسلمانوں کے درمیان آ گئے۔ سُہیل بن عمرو جو ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باپ تھا اور کفار مکہ کی طرف سے صلح کی گفتگو کرنے کے لئے حدیبیہ آیا ہوا تھا۔ جب اس نے اپنے بیٹے کو دیکھا تو کہا کہ ابو جندل کو آپ میری طرف واپس کر دیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی تو صلح نامہ پر فریقین کے دستخط ہی نہیں ہوئے ہیں۔ لہٰذا یہ معاہدہ تمہارے اور ہمارے دستخط ہو جانے کے بعد ہی نافذ ہو گا۔ اس نے کہا تو جائیے ہم آپ سے صلح نہیں کریں گے

حضور نے فرمایا اے سہیل! ابو جندل کو میرے پاس رہنے کی تم اپنی طرف سے اجازت دیدو اس نے کہا میں اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتا۔

جب حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ اب میں پھر مکہ لوٹا دیا جاؤں گا تو انھوں نے صحابۂ کرام سے فریاد کی اور کہا اے مسلمانو! دیکھو میں کافروں کی طرف لوٹایا جا رہا ہوں۔ حالانکہ میں مسلمان ہو چکا ہوں اور آپ لوگوں کے پاس آگیا ہوں۔ اور حضرت ابو جندل کے بدن پر کافروں کی مار کے جو نشانات تھے آپ مسلمانوں کو وہ نشانات دکھا دکھا کر رونے لگے۔ تو مسلمانوں کو بڑا جوش پیدا ہوا یہانتک کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کے محبوب دانائے خفایا و غیوب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچ گئے اور عرض کیا۔ کیا آپ اللہ کے سچے رسول نہیں ہیں؟ ارشاد فرمایا کیوں نہیں؟ یعنی ہاں میں اللہ کا سچا رسول ہوں۔ پھر حضرت عمر نے عرض کیا۔ کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں ہیں؟ حضور نے فرمایا کیوں نہیں؟ یعنی بیشک ہم حق پر ہیں اور کفار باطل پر ہیں۔ اس جواب پر حضرت عمر نے کہا تو پھر ہم دین کے معاملہ میں دب کر کیوں صلح کریں؟ حضور نے فرمایا اے عمر! بیشک میں اللہ کا رسول ہوں، میں اس کی نافرمانی کبھی نہیں کر سکتا اور میرا مددگار وہی ہے۔ پھر حضرت عمر نے کہا کیا آپ یہ نہیں فرمایا کرتے تھے کہ ہم بیت اللہ شریف کا طواف کریں گے؟ حضور نے فرمایا ٹھیک ہے مگر ہم نے یہ کب کہا تھا کہ اسی سال طواف کریں گے۔ حضرت عمر نے کہا کہ ہاں یہ صحیح ہے کہ آپ نے اسی سال کے لئے نہیں فرمایا تھا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور ان سے بھی اسی قسم کی گفتگو کی۔ تو حضرت صدیق اکبر نے فرمایا اِلْزَمْ غَرْزَهٗ۔ یعنی ان کی رکاب تھامے رہو اور ان کے دامن سے لگے رہو بیشک وہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ ان کا معاون اور مددگار ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس جواب سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔

حدیبیہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس طرح صلح فرمائی اس سے مسلمانوں کی

ناگواری اور رنج وغم کا یہ عالم رہا کہ تکمیل معاہدہ کے بعد تین بار حضور نے فرمایا کہ اٹھو قربانی کرو اور سر منڈاکر احرام کھول دو مگر کوئی اٹھنے کو تیار نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جوش میں آکر حضور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایسی گفتگو کی کہ جس پر وہ زندگی بھر افسوس کرتے رہے اور معافی کے لئے بہت سی نیکیاں کرتے رہے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو جواب دیا وہ ایمان افروز جواب بتا رہا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ پر بالکل مطمئن تھے کہ حضور اللہ کے رسول ہیں وہ جو کچھ کر رہے ہیں سب حق ہے۔ ہر حال میں اللہ ان کی مدد فرمائے گا۔

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کی رسالت و نبوت پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان سارے صحابہ میں سب سے زیادہ کامل واکمل تھا جس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوش کو بھی ٹھنڈا کر دیا۔

اور شب معراج کی صبح بہت سے مشرکین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کو کچھ خبر ہے؟ آپ کے دوست محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہہ رہے ہیں کہ انھیں رات کو بیت المقدس اور آسمان وغیرہ کی سیر کرائی گئی ہے۔ آپ نے کہا کیا واقعی وہ ایسا فرما رہے ہیں؟ ان لوگوں نے کہا ہاں وہ ایسا ہی کہہ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا۔ اِنِّیْ لَاُصَدِّقُہٗ بِاَبْعَدَ مِنْ ذٰلِکَ۔ یعنی اگر وہ اس سے بھی زیادہ بعید از قیاس اور حیرت انگیز خبر دیں گے تو بیشک میں اس کی بھی تصدیق کروں گا۔

اور غزوۂ بدر میں آپ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن کفار مکہ کے ساتھ تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے اپنے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ جنگ بدر میں کئی بار میری زد میں آئے لیکن میں نے آپ سے صرف نظر کی اور آپ کو قتل نہیں کیا۔ اس کے جواب میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لَوْ اَھْدَفْتَ لِیْ لَمْ اَنْصَرِفْ عَنْکَ۔ یعنی اے عبدالرحمٰن! کان کھول کر سن لو کہ اگر تم میری زد میں آجاتے تو میں صرف نظر نہ کرتا بلکہ تم کو قتل کر کے موت کے گھاٹ اتار دیتا۔

ان واقعات سے بھی واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان سارے صحابہ میں سب سے زیادہ کامل تھا بلکہ درجۂ کمال کی انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ یہانتک کہ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ پوری زمین کے مسلمانوں کا ایمان اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان اگر وزن کیا جائے تو حضرت صدیق اکبر کے ایمان کا پلہ بھاری ہوگا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (تاریخ الخلفاء صـ۴۷)

(ایک بار ہم سب مل کر سرکار مدینہ اور ان کے اصحاب پر بلند آواز سے درود و سلام کی ڈالیاں پیش کریں)

## آپ کی شجاعت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارے صحابہ میں سب سے زیادہ شجاع اور بہادر بھی تھے۔ علامہ بزّار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ بتاؤ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ ان لوگوں نے کہا کہ سب سے زیادہ بہادر آپ ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا میں تو ہمیشہ اپنے جوڑ سے لڑتا ہوں۔ پھر کیسے میں سب سے بہادر رہوا۔ تم لوگ یہ بتاؤ کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے۔ لوگوں نے عرض کیا حضرت ہم کو نہیں معلوم ہے آپ ہی بتائیں۔ آپ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ شجاع اور بہادر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ سنو! جنگ بدر میں ہم لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ایک عریش یعنی جھونپڑا بنایا تھا تا کہ گرد و غبار اور سورج کی دھوپ سے حضور محفوظ رہیں۔ تو ہم لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کون رہے گا؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان پر کوئی حملہ کردے فَوَاللّٰہِ مَادَنَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا اَبُوْبَکْرٍ یعنی تو خدا کی قسم اس کام کے لئے سوائے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی آگے نہیں بڑھا آپ شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کھڑے ہو گئے پھر کسی دشمن کو آپ کے پاس آنے کی جرأت نہیں ہوسکی اور اگر کسی نے جرأت بھی کی تو آپ اس پر ٹوٹ پڑے۔ اسلئے حضرت ابوبکر صدیق ہی سب سے زیادہ شجاع اور بہادر تھے۔ (تاریخ الخلفاء صـ۲۵)

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار کا واقعہ ہے کہ کافروں نے رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ تم ہی ہو جو کہتے ہو کہ خدا ایک ہے۔ حضرت علی نے فرمایا تو قسم خدا کی اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق کے علاوہ کوئی حضور کے قریب نہیں گیا۔ آپ آگے بڑھے اور کافروں کو مارا اور انھیں دھکے دے دے کے ہٹایا اور فرمایا تم پر افسوس ہے کہ تم لوگ ایسی ذات کو تکلیف پہنچا رہے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار صرف اللہ ہے۔ اور حضرت علی نے فرمایا کہ لوگ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایمان کو علی الاعلان ظاہر فرماتے تھے۔ اس لئے آپ سب سے زیادہ بہادر تھے۔ (تاریخ الخلفاء ص۲۵)

اور علامہ ہیثم اپنی مسند میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا کہ لَمَّا کَانَ یَوْمُ اُحُدٍ اِنْصَرَفَ النَّاسُ کُلُّھُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَاءَ۔ یعنی جنگ احد کے دن سب لوگ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ کر اِدھر اُدھر ہو گئے تو سب سے پہلے میں نے حضور کے پاس پہنچ کر ان کی حفاظت کی۔ (تاریخ الخلفاء ص۲۵)

ان شواہد سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارے صحابہ میں سب سے زیادہ شجاع اور بہادر بھی تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا۔

## آپ کی سخاوت

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے اور سخاوت کرنے کے بارے میں بھی سارے صحابہ پر فوقیت رکھتے تھے۔ حدیث شریف کی دو مشہور کتابیں ترمذی اور ابوداؤد میں ہے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک روز ہم لوگوں کو اللہ کی راہ میں صدقہ اور خیرات کرنے کا حکم دیا اور حسن اتفاق سے اس موقع پر میرے پاس کافی مال تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر حضرت ابوبکر سے آگے بڑھ جانا کسی دن میرے لئے ممکن ہو گا تو وہ آج کا دن ہو گا۔ میں کافی مال خرچ کرکے آج ان سی سبقت

لے جاؤں گا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں تو میں آدھا مال لیکر خدمت میں حاضر ہوا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِكَ یعنی اپنے گھر والوں کیلئے تم نے کتنا چھوڑا؟ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ آدھا مال ان کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کچھ ان کے پاس تھا سب لے آئے۔ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِكَ یعنی اے ابوبکر! اپنے اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ فَقَالَ اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ان کے لئے میں اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ میرے اور میرے اہل و عیال کے لئے اللہ و رسول کافی ہیں۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قُلْتُ لَا اَسْبُقُہٗ اِلٰی شَیْءٍ اَبَدًا۔ یعنی میں نے اپنے دل میں کہا کہ کسی چیز میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر میں کبھی سبقت نہیں لے جاسکوں گا۔ (مشکوٰۃ شریف صـ۵۵۶)

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جس روز میرے والد بزرگوار حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام سے مشرف ہوئے اس روز آپ کے پاس چالیس ہزار دینار موجود تھے اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس ہزار درہم تھے۔ آپ نے یہ سارا مال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم پر خرچ کر دیا۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جس روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے تو انکے پاس چالیس ہزار درہم تھے اور جب آپ مدینہ طیبہ ہجرت کر کے آئے تو اس مال میں سے آپ کے پاس صرف پانچ ہزار باقی رہ گئے تھے۔ مکہ معظمہ میں آپ نے ۳۵ ہزار درہم مسلمان غلاموں کے آزاد کرانے اور اسلام کی مدد میں خرچ کر ڈالا تھا۔

حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان

تحریر فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ راہِ خدا میں چالیس ہزار دینار خرچ کئے۔ دس ہزار رات میں، دس ہزار دن میں، دس ہزار چھپا کر اور دس ہزار علانیہ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ۔ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ یعنی جو لوگ اپنے مال خیرات کرتے ہیں رات میں اور دن میں، چھپا کر اور علانیہ۔ تو ان کے لئے ان کے رب کے پاس ان کا اجر ہے۔ اور نہ ان کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ لوگ غمگین ہوں گے۔ (پ ۳ ع ۶)

ترمذی شریف میں ہے۔ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے بھی میرے ساتھ احسان کیا تھا میں نے ہر ایک کا احسان اتار دیا علاوہ ابو بکر کے احسان کے۔ انھوں نے میرے ساتھ ایسا احسان کیا ہے جس کا بدلہ قیامت کے دن ان کو خدائے تعالیٰ ہی عطا فرمائے گا وَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ۔ یعنی اور ہرگز کسی کے مال نے مجھے اتنا فائدہ نہیں پہنچایا ہے جتنا فائدہ کہ ابو بکر کے مال نے پہنچایا ہے (مشکوٰۃ شریف ص۵۵۵)

ایک بار ہم سب مل کر سرکار مدینہ اور ان کے اصحاب پر بلند آواز سے درود و سلام کا نذرانہ پیش کریں۔

## حضور سے محبت

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت چاہتے تھے اور ان سے بے انتہا محبت فرماتے تھے شروع زمانۂ اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ حتی الامکان اپنے اسلام کو چھپائے رکھتا تھا اور سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی چھپانے کی تلقین فرماتے تھے تاکہ کافروں سے اذیت نہ پہنچے۔ جب مسلمانوں کی تعداد تقریباً چالیس ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اب اسلام کی تبلیغ کھلم کھلا۔ اور علی الاعلان کی جائے۔ پہلے تو حضور نے انکار فرمایا لیکن جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت اصرار کیا تو آپ نے قبول فرمالیا اور سب لوگوں کو ساتھ لیکر مسجد حرام میں تشریف

لے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ شروع فرمایا۔ اور یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو اسلام میں پڑھا گیا۔ حضور کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی روز اسلام لائے خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و شرافت مکہ معظمہ میں مسلم تھی اس کے باوجود آپ کو اس قدر مارا کہ پورا چہرہ اور کان و ناک سب لہولہان ہو گئے اور خون سے بھر گئے اور ہر طرح سے آپ کو بہت مارا یہانتک کہ بیہوش ہو گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلہ بنو تمیم کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ آپ کو وہاں سے اٹھا کر لائے اور کسی کو بھی یہ امید نہیں تھی کہ مشرکین کی اس مار کے بعد آپ زندہ بچ سکیں گے۔ آپ کے قبیلہ کے لوگ مسجد کعبہ میں آئے اور اعلان کیا کہ اگر حضرت ابو بکر اس حادثہ مین انتقال کر گئے تو ہم ان کے بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے کہ اس نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مارنے میں بہت زیادہ حصہ لیا تھا۔

شام تک آپ بیہوش رہے اور جب ہوش میں ہوئے تو سب سے پہلا لفظ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے آپ کو بہت ملامت کی کہ انہی کے ساتھ رہنے کی وجہ سے یہ مصیبت پیش آئی اور دن بھر بیہوش رہنے کے بعد بات کی تو سب سے پہلے انہی کا نام لیا۔ اور سب سے پہلے ان کا نام کیوں نہ لیں کہ ان کے خون کے ایک ایک قطرہ میں سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت موجزن تھی ـــــــ کچھ لوگ بددلی کے سبب اور بعض لوگ اس خیال سے اٹھ کر چلے گئے کہ جب بولنے لگے ہیں تو اب آپ کی جان بچ جائے گی۔ جاتے ہوئے لوگ آپ کی والدہ محترمہ حضرت ام الخیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ کہ بعد میں وہ بھی مسلمان ہوئیں) ان سے کہہ گئے کہ حضرت ابو بکر کے کھانے پینے کے لئے کسی چیز کا انتظام کر دیں۔ وہ کچھ تیار کر کے لائیں اور کھانے کے لئے بہت کہا مگر عاشق صادق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہی ایک صدا تھی کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا حال ہے اور ان پر کیا گذری؟ آپ کی والدہ نے فرمایا کہ مجھے کچھ نہیں معلوم کہ ان کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت عمر کی بہن ام جمیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس جا کر دریافت کرو کہ حضور کا کیا حال ہے؟ وہ

اپنے صاحبزادہ کی اس بیتابانہ درخواست کو پوری کرنے کے لئے دوڑی ہوئی ام جمیل کے پاس گئیں اور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حال دریافت کیا۔ وہ بھی اس وقت تک اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں۔ انھوں نے ٹال دیا۔ کوئی واضح جواب نہیں دیا اور کہا کہ اگر تم کہو تو میں چل کر تمہارے بیٹے حضرت ابو بکر کو دیکھوں کہ ان کا کیا حال ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہاں چلو۔ حضرت ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کے گھر گئیں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت دیکھکر برداشت نہ کرسکیں بے تحاشا رونے لگیں۔ حضرت ابو بکر صدیق نے ان سے پوچھا کہ حضور کا کیا حال ہے؟ حضرت ام جمیل نے آپ کی والدہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ سن رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے نہ ڈرو۔ تو ام جمیل نے کہا کہ حضور بخیر و عافیت ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اس وقت کہاں ہیں؟ انھوں نے کہا کہ حضرت ارقم کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔ فرمایا قسم ہے خدائے ذوالجلال کی کہ میں اس وقت تک کچھ نہیں کھاؤں گا جب تک کہ حضور کی زیارت نہیں کرلوں گا۔

آپ کی والدہ محترمہ تو بہت زیادہ بے قرار تھیں کہ آپ کچھ کھا پی لیں مگر آپ نے قسم کھائی کہ جب تک حضور کی زیارت نہیں کرلوں گا کچھ نہیں کھاؤں گا۔ تو آپ کی والدہ نے لوگوں کی آمدورفت کے بند ہوجانے کا انتظار کیا تاکہ ایسا نہ ہو کوئی آپ کو دیکھکر پھر اذیت پہنچا دے۔ جب رات کا بہت سا حصہ گذر گیا اور لوگوں کی آمدورفت بند ہوگئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی والدہ محترمہ لیکر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہنچیں۔ حضرت ابو بکر حضور سے لپٹ گئے اور حضور بھی اپنے عاشق صادق سے لپٹ کر روئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت دیکھکر سب رونے لگے۔ (تاریخ الخلفاء وغیرہ)

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ آقائے دوعالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غایت درجہ محبت تھی۔ اور کیوں نہ ہو۔

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا ✻ پدر مادر برادر جان ومال اولاد سے پیارا

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے۔ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور حضرت صدرالافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیشِ اُسامہ کی تنفیذ کی جس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے عہد مبارک کے آخر میں شام کی طرف روانہ فرمایا تھا۔ ابھی یہ لشکر تھوڑی ہی دور پہنچا تھا اور مدینہ طیبہ کے قریب مقام ذی خشب ہی میں تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عالم سے پردہ فرمایا۔ یہ خبر سن کر اطراف مدینہ کے عرب اسلام سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے۔ صحابۂ کرام نے مجتمع ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر زور دیا کہ آپ اس لشکر کو واپس بلالیں اس وقت اس لشکر کا روانہ کرنا کسی طرح مصلحت نہیں۔ مدینہ کے گرد تو عرب کے طوائفِ کثیرہ مرتد ہو گئے اور لشکر شام کو بھیج دیا جائے؟ —— اسلام کے لئے یہ نازک ترین وقت تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات سے کفار کے حوصلے بڑھ گئے تھے اور ان کی مردہ ہمتوں میں جان پڑ گئی تھی۔ منافقین سمجھتے تھے کہ اب کھیل کھیلنے کا وقت آگیا ضعیف الایمان دین سے پھر گئے۔ مسلمان ایک ایسے صدمہ میں شکستہ دل اور بے تاب و تواں ہو رہے ہیں جس کا مثل دنیا کی آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا۔ ان کے دل گھائل ہیں اور آنکھوں سے اشک جاری ہیں۔ کھانا پینا برا معلوم ہوتا ہے۔ زندگی ایک ناگوار مصیبت نظر آتی ہے۔ اس وقت حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے جانشین کو نظم قائم کرنا، دین کا سنبھالنا، مسلمانوں کی حفاظت کرنا ارتداد کے سیلاب کو روکنا کس قدر دشوار تھا۔ باوجود اس کے رسول علیہ الصلاۃ والسلام کے روانہ کئے ہوئے لشکر کو واپس کرنا اور مرضیِ مبارک کے خلاف جرأت کرنا صدیق سراپا صدق کا رابطۂ نیازمندی گوارا نہ کرتا تھا اور اس کو وہ ہر مشکل سے سخت تر سمجھتے تھے۔ اس پر صحابہ کا اصرار کہ لشکر واپس بلالیا جائے اور خود حضرت اُسامہ کا لوٹ کر آنا اور حضرت صدیق سے عرض کرنا کہ قبائلِ عرب آمادۂ جنگ اور درپئے تخریب اسلام ہیں۔ اور کارآزما بہادر میرے لشکر میں ہیں۔ انھیں اس وقت روم بھیجنا اور ملک کو ایسے دلاورمردانِ جنگ سے خالی

کر دینا کسی طرح مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ یہ حضرت صدیق کے لئے اور مشکلات تھیں۔

صحابۂ کرام نے اعتراف کیا ہے کہ اس وقت اگر حضرت صدیق کی جگہ دوسرا ہوتا تو ہرگز مستقل نہ رہتا اور مصائب وافکار کا یہ ہجوم اور اپنی جماعت کی پریشان حالت مبہوت کر ڈالتی۔ مگر اللہ اکبر حضرت صدیق کے پائے ثبات کو ذرہ بھر لغزش نہ ہوئی اور ان کے استقلال میں ایک شمہ فرق نہ آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر پرند میری بوٹیاں نوچ کھائیں تو مجھے یہ گوارا ہے مگر حضور انور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرضیٔ مبارک میں اپنی رائے کو دخل دینا اور حضور کے روانہ کئے ہوئے لشکر کو واپس کرنا گوارا نہیں۔ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ایسی حالت میں آپ نے لشکر کو روانہ فرما دیا۔ اس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیرت انگیز شجاعت و لیاقت اور کمال دلیری وجواں مردی کے علاوہ ان کے توکل صادق کا بھی پتہ چلتا ہے اور دشمن بھی انصافاً یہ کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد خلافت وجانشینی کی اعلیٰ قابلیت واہلیت حضرت صدیق کو عطا فرمائی تھی۔

اب یہ لشکر روانہ ہوا اور جو قبائل مرتد ہونے کے لئے تیار تھے اور یہ سمجھ چکے تھے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد اسلام کا شیرازہ ضرور درہم برہم ہو جائے گا اور اس کی سطوت و شوکت باقی نہ رہے گی۔ انھوں نے دیکھا کہ لشکر اسلام رومیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو گیا۔ اسی وقت ان کے خیالی منصوبے غلط ہو گئے اور انھوں نے سمجھ لیا کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے عہد مبارک میں اسلام کے لئے ایسا زبردست نظم فرما دیا ہے جس سے مسلمانوں کا شیرازہ درہم برہم نہیں ہو سکتا۔ اور وہ ایسے غم واندوہ کے وقت میں بھی اسلام کی تبلیغ واشاعت اور اس کے سامنے اقوام عالم کو سرنگوں کرنے کے لئے ایک مشہور وزبردست قوم پر فوج کشی کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ خیال غلط ہے کہ اسلام مٹ جائے گا اور اس میں قوت باقی نہ رہے گی۔ بلکہ ابھی صبر کے ساتھ دیکھنا چاہئے کہ یہ لشکر کس شان سے واپس ہوتا ہے فضل الٰہی سے یہ لشکر ظفر پیکر فتحیاب ہوا۔ رومیوں کو ہزیمت وشکست ہوئی۔ جب یہ فاتح لشکر واپس آیا۔ اس وقت وہ تمام قبائل جو مرتد ہونے کا ارادہ کر چکے تھے اس ناپاک قصد سے باز آئے اور اسلام پر

سچائی کے ساتھ قائم ہوگئے۔ بڑے بڑے جلیل القدر صائب الرائے صحابہ جو اس لشکر کی روانگی کے وقت نہایت شدت سے اختلاف فرما رہے تھے اپنی فکر کی خطا اور حضرت صدیق کی رائے مبارک کے صائب اور ان کے علم کی وسعت کے معترف ہوئے۔ (سوانح کربلا)

اور بیہقی و ابن عساکر میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر نہ ہوئے ہوتے تو روئے زمین پر خدائے تعالیٰ کی عبادت باقی نہ رہ جاتی۔ اسی طرح قسم کے ساتھ آپ نے تین بار فرمایا۔ لوگوں نے آپ سے عرض کیا اے ابو ہریرہ! آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کو امیر لشکر مقرر کر کے شام کی طرف روانہ فرمایا تھا۔ اور وہ ابھی ذی خشب مقام پر تھے کہ حضور کا وصال ہوگیا۔ اس خبر کو سن کر اطرافِ مدینہ کے عرب مرتد ہوگئے۔ صحابۂ کرام حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں آئے اور اس بات پر زور دیا کہ اسامہ کے لشکر کو واپس بلالیں۔ آپ نے فرمایا وَالَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ لَوْجَرَّتِ الْکِلَابُ بِاَرْجُلِ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَارَدَدْتُ جَیْشًا وَجَّھَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ یعنی قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاک بیویوں کے پاؤں کتے پکڑ کر گھسیٹیں تب بھی میں اس لشکر کو واپس نہیں بلا سکتا جس کو اللہ کے رسول نے روانہ فرمایا تھا۔ اور نہ میں اس پرچم کو سرنگوں کروں گا جس کو میرے حضور نے لہرایا تھا۔

پس حضرت اسامہ کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ وہ روانہ ہوئے تو مرتد قبیلے دہشت زدہ ہوگئے۔ یہاں تک کہ وہ سلطنت روم کی حد میں پہنچ گئے۔ طرفین میں جنگ ہوئی مسلمانوں کا لشکر فتحیاب ہو کر واپس ہوا تو اس طرح اسلام کا بول بولا ہوگیا۔ (تاریخ الخلفاء ص۵۱)

محبوب دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو بے انتہا اور غایت درجہ محبت تھی۔ اسی محبت کا یہ اثر ہے کہ ایسے نازک وقت میں صحابۂ کرام کے زور ڈالنے کے باوجود حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کو واپس بلانا اور پیارے

مصطفیٰ کے لہرائے ہوئے جھنڈا کو سرنگوں کرنا آپ نے گوارا نہ کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دشمنوں کے حوصلے پست ہو گئے اور اسلام کا پھر سے بول بالا ہو گیا۔ اسے یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضور سے حضرت صدیق کی محبت نے اسلام کو زندۂ جاوید بنا دیا۔ (ایک بار پھر بلند آواز سے درود شریف پڑھئے)

## مانعین زکاۃ

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال فرمانے پر بعض لوگ تو اسلام کے سارے احکام کے منکر ہو کر مرتد ہو گئے تھے اور کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم زکاۃ نہیں دیں گے۔ یعنی اس کی فرضیت کے منکر ہو گئے۔ اور زکاۃ کی فرضیت چونکہ نص قطعی سے ثابت ہے تو اس کے منکر ہو کر وہ بھی مرتد ہو گئے۔ اسی لئے شارحین حدیث وفقہائے کرام مانعین زکاۃ کو بھی مرتدین میں شمار کرتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے جہاد کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمر اور بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان سے کہا کہ اس وقت منکرین زکاۃ سے جنگ کرنا مناسب نہیں۔ آپ نے فرمایا خدائے ذوالجلال کی قسم۔ اگر وہ لوگ ایک رسی یا بکری کا ایک بچہ بھی حضور کے زمانے میں زکاۃ دیا کرتے تھے اور اب اس کے دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے جنگ کروں گا۔ (تاریخ الخلفاء ص۵۱) پھر آپ مہاجرین وانصار کو ساتھ لیکر اعراب کیطرف نکل پڑے اور جب وہ بھاگ کھڑے ہوئے تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ امیر لشکر بنا کر واپس آ گئے۔ انھوں نے اعراب کو جگہ جگہ گھیرا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ہر جگہ فتح عطا فرمائی۔ اب صحابۂ کرام خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی رائے کے صحیح ہونے کا اعتراف کیا اور کہا کہ خدا کی قسم۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق کا سینہ کھول دیا ہے۔ اور انھوں نے جو کچھ کیا وہ حق ہے۔

اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اگر اس وقت مانعین زکاۃ کی سرکوبی نہ کی جاتی اور انھیں چھوٹ دیدی جاتی تو پھر کچھ لوگ نماز کے بھی منکر ہو جاتے اور بعض لوگ روزہ سے بھی انکار کر دیتے اور کچھ لوگ بعض دوسری ضروری چیزوں کا انکار کر دیتے تو اسلام اپنی شان وشوکت کے ساتھ باقی

نہ رہتا بلکہ کھیل بن جاتا اور اس کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔

مانعین زکاۃ اور ان سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جہاد کے نتیجہ میں حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں "یہاں سے مسلمانوں کو سبق لینا چاہئے کہ ہر حالت میں حق کی حمایت اور ناحق کی مخالفت ضروری ہے۔ اور جو قوم ناحق کی مخالفت میں سستی کرے گی وہ جلد تباہ ہو جائے گی۔ آج کل بعض سادہ لوح باطل فرقوں کے رد کرنے کو بھی منع کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس وقت آپس کی جنگ موقوف کرو۔ انھیں حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق عمل سے سبق لینا چاہئے کہ آپ نے ایسے نازک وقت میں بھی باطل کی سرکشی میں توقف نہ فرمایا۔ جو فرقے اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے پیدا ہوئے ہیں ان سے غفلت برتنا یقیناً اسلام کی نقصان رسانی ہے۔ (سوانح کربلا)

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صرف کلمہ اور نماز مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں بلکہ اسلام کی ساری باتوں کو ماننا ضروری ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اسلام کے سارے احکام پر ایمان رکھتا ہو لیکن ضروریات دین میں سے کسی ایک بات کا انکار کرتا ہو تو وہ کافر و مرتد ہے جیسے کہ مانعین زکاۃ ایک بات کا انکار کر کے کافر و مرتد ہوئے۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔

اور مسیلمہ کے ساتھی و مانعین زکاۃ کے کافر و مرتد ہونے سے یہ بھی ثابت ہوا کہ "عرب میں کافر و مرتد نہ ہوں گے"، یہ کہنا غلط ہے۔

**غلط الزام** رافضی لوگ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر الزام لگاتے ہیں کہ انھوں نے حضور کے باغ فدک کو غصب کر لیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہیں دیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انبیائے کرام کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے وہ جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں سب صدقہ ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ۔ یعنی ہم گروہ انبیاء کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۰)

اور مسلم شریف جلد دوم صہ ۹۱ پر ہے کہ حضور کے وصال فرما جانے کے بعد ازواج مطہرات نے چاہا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ حضور کے مال سے اپنا حصہ تقسیم کرائیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اَلَیْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ۔ یعنی کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ ہم کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔

اور بخاری جلد دوم صہ ۵۷۵ و مسلم جلد دوم صہ ۹۰ میں حضرت مالک بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجمع صحابہ جن میں حضرت عباس، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود تھے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کو قسم دے کر فرمایا۔ کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے تو سب نے اقرار کیا کہ ہاں حضور نے ایسا فرمایا ہے۔

ان احادیث کریمہ کے صحیح ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترکہ خیبر اور فدک وغیرہ ان کے قبضہ میں ہوا اور پھر ان کے بعد حسنین کریمین وغیرہ کے اختیار میں رہا مگر ان میں سے کسی نے ازواج مطہرات، حضرت عباس اور ان کی اولاد کو باغ فدک وغیرہ سے حصہ نہ دیا۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ نبی کے ترکہ میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ اسی لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو باغ فدک نہیں دیا نہ کہ بغض و عداوت کے سبب جیسا کہ رافضیوں کا الزام ہے (۱) ——— اور آیت کریمہ وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ یا اس کے علاوہ قرآن مجید و حدیث شریف میں جہاں بھی کہیں انبیائے کرام کی وراثت کا ذکر ہے اس سے علم شریعت و نبوت ہی مراد ہے نہ کہ درہم و دینار۔

---

(۱) اس مسئلہ کے متعلق مفصل بحث ہمارے رسالہ "باغ فدک اور حدیث قرطاس" میں دیکھیں۔ الامجدی

## علالت اور وفات

واقدی اور حاکم میں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ والدِ گرامی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علالت کی ابتدا یوں ہوئی کہ آپ نے ۷ جمادی الاخریٰ پیر کے روز غسل فرمایا۔ اس روز سردی بہت زیادہ تھی جو اثر کرگئی۔ آپ کو بخار آگیا اور پندرہ دن تک آپ علیل رہے۔ اس درمیان میں آپ نماز کے لئے بھی گھر سے باہر تشریف نہیں لا سکے۔ آخر کار بظاہر اسی بخار کے سبب ۶۳ سال کی عمر میں ۲ سال ۲ ماہ سے کچھ زائد امور خلافت انجام دینے کے بعد ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو آپ کی وفات ہوئی اور آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک پہلو میں مدفون ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

---

## آپ کی کرامتیں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کئی کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں جن میں سے چند کرامتوں کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

حضرت عبد الرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ ایک بار میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحاب صفہ میں سے تین آدمیوں کو اپنے گھر لائے اور ان کو کھانا کھلانے کا حکم فرما کر خود رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں چلے گئے یہانتک کہ آپ نے رات کا کھانا حضور ہی کے یہاں کھالیا اور بہت زیادہ رات گذر جانے کے بعد اپنے مکان پر تشریف لائے۔ ان کی بیوی نے کہا کہ مہمانوں کے پاس آنے سے آپ کو کس چیز نے روک رکھا؟ آپ نے فرمایا کیا تم نے ابھی تک مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا۔ انھوں نے عرض کیا کہ میں نے کھانا پیش کیا تھا مگر مہمانوں نے آپ کے بغیر کھانا کھانے سے انکار کردیا۔ یہ سن کر آپ اپنے صاحبزادے حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سخت ناراض ہوئے اور ان کو بہت برا بھلا کہا کہ اس نے مجھ کو مطلع کیوں نہیں کیا۔ پھر کھانا منگا کر مہمانوں کے ساتھ کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔

راوی کا بیان ہے کہ اَیْمُ اللّٰہِ مَا کُنَّا نَاخُذُ مِنَ اللُّقْمَۃِ اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِھَا اَکْثَرُ مِنْھَا۔ یعنی خدا کی قسم ہم جو بھی لقمہ اٹھائے اس کے نیچے کھانا اس سے زیادہ ہو جاتا۔ یہاں تک کہ ہم سب شکم سیر ہو گئے اور جتنا کھانا پہلے تھا اس سے بھی زیادہ بچ رہا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعجب ہو کر اپنی بیوی سے فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ برتن میں کھانا پہلے سے کچھ زیادہ نظر آتا ہے؟ آپ کی بیوی نے قسم کھا کر کہا کہ بلا شبہہ یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پھر وہ کھانا اٹھا کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گئے۔ صبح تک کھانا بارگاہ رسالت میں رہا۔ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا جس کی مدت ختم ہو گئی تھی تو اس روز صبح کے وقت ایک لشکر تیار کیا گیا جس میں بہت کافی آدمی تھے پوری فوج نے اس کھانے کو شکم سیر ہو کر کھایا پھر بھی اس برتن میں کھانا کم نہیں ہوا۔ (بخاری ص ۵۰۶ ج ۱)

مہمانوں کے کھانے کے بعد پہلے سے بھی کھانے کا تین گنا زیادہ ہو جانا اور صبح کے وقت پوری فوج کا اس کھانے کو شکم سیر ہو کر کھانا پھر بھی برتن میں کھانے کا کم نہ ہونا یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم کرامت ہے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ میرے باپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مرض موت میں مجھے وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میری پیاری بیٹی! میرے پاس جو کچھ میرا مال تھا آج وہ مال وارثوں کا ہو چکا ہے۔ میری اولاد میں تمہارے دو بھائی عبد الرحمٰن و محمد ہیں اور تمہاری دو بہنیں ہیں۔ لہٰذا میرے مال کو تم لوگ قرآن مجید کے فرمان کے مطابق تقسیم کر کے اپنا اپنا حصہ لے لینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ ابا جان میری تو ایک ہی بہن بی بی اسماء ہیں۔ یہ میری دوسری بہن کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری سوتیلی ماں حبیبہ بنت خارجہ جو حاملہ ہے اس کے پیٹ میں لڑکی ہے وہی تمہاری دوسری بہن ہے۔ چنانچہ آپ کے وصال فرمانے کے بعد آپ کے فرمان کے مطابق حبیبہ بنت خارجہ کے پیٹ سے لڑکی (ام کلثوم)

ہی پیدا ہوئیں۔ (مؤطا امام محمد باب النحلی ص۳۴۸)

اس حدیث شریف سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو کرامتیں ثابت ہوتی ہیں پہلی کرامت یہ کہ وفات سے پہلے آپ کو اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ میں اسی مرض میں انتقال کر جاؤں گا اسی لئے آپ نے وصیت کے وقت یہ فرمایا کہ آج میرا مال میرے وارثوں کا مال ہو چکا ہے۔ اور دوسری کرامت یہ ثابت ہوتی ہے کہ حاملہ کے پیٹ میں لڑکی ہے آپ یقین کے ساتھ جانتے تھے اسی لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ حبیبہ بنت خارجہ جو حاملہ ہے اس کے پیٹ میں لڑکی ہے وہی تمہاری بہن ہے۔ اور ان دونوں باتوں کا علم یقیناً غیب کا علم ہے جو بیشک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو عظیم الشان کرامتیں ہیں۔

## آپ کی خصوصیات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں بہت سی خصوصیات پائی جاتی ہیں جن میں سے چند خصوصیات کو ہم آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ابن عساکر حضرت امام شعبی سے روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدائے عزوجل نے ایسی چار خصلتوں سے مختص فرمایا جن سے کسی کو سرفراز نہیں فرمایا۔ **اول**۔ آپ کا نام صدیق رکھا اور کسی دوسرے کا نام صدیق نہیں۔ **دوسرے** آپ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ غار ثور میں رہے۔ **تیسرے**۔ آپ حضور کی ہجرت میں رفیق سفر رہے۔ **چوتھے**۔ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو حکم فرمایا کہ آپ صحابۂ کرام کو نماز پڑھائیں اور دوسرے لوگ آپ کے مقتدی بنیں۔ ایک بہت بڑی خصوصیت آپ کی یہ بھی ہے کہ آپ صحابی، آپ کے والد ابو قحافہ صحابی، آپ کے صاحبزادے عبد الرحمن صحابی اور ان کے صاحبزادے ابو عتیق محمد صحابی۔ یعنی آپ کی چار نسل صحابی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

سایۂ مصطفےٰ مایۂ اصطفا ❊ عز و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل ❊ ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام

دعا ہے کہ خدائے عزوجل ہم سب کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی غلامی عطا فرمائے

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق بخشے۔ آمین
بجاہ حبیبک سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ
وعلیہم اجمعین وبرحمتک یا ارحم الراحمین۔

ابوطاہر فدا حسین فدا
مدیر مہر و ماہ لاہور

# حبیبِ مصطفیٰ
## (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کس طرح مجھ سے بیاں ہو شانِ دلدارِ نبی — جنّت الفردوس ہے ایوانِ دلدارِ نبی
اسم ہے صدیقِ اکبر اور لقب ان کا عتیق! — تھام لیں کیونکر نہ ہم دامانِ دلدارِ نبی
مُہرِ تصدیقِ نبوّت آپ کا حُسنِ یقیں — نُطقِ جبریلِ امیں فرمانِ دلدارِ نبی
مخزنِ علم و ہنر تھے، پیکرِ عزم و عمل — منبعِ بحرِ کرم عرفانِ دلدارِ نبی
آپ تھے بدر و اُحد میں بھی رفیق و غمگسار — قابلِ صد رشک ہے ایقانِ دلدارِ نبی
نیش زن مارِ سیہ کیا پائے اقدس پر ہوا — ہو گئی قرباں نبی پر جانِ دلدارِ نبی
وقف کر دی زندگانی تک پئے دینِ مبیں — بن گیا حبل المتیں پیمانِ دلدارِ نبی
خواجۂ ہر دو سرا کے قولِ فیصل کی قسم — لائقِ تحسیں ہے ہر احسانِ دلدارِ نبی
محو رہتے تھے سدا دیدِ جمالِ یار میں! — تھا رُخِ خیر البشر قرآنِ دلدارِ نبی
دیکھ کر منت پذیرِ سادگی شاہنشہی — خسروِ دوراں بنے دربانِ دلدارِ نبی!

ثانیَ اثنین اِذ ھما فی الغار ہے الحق فدا
اللہ اللہ عظمتِ ایمانِ دلدارِ نبی

عصیاں سے کبھی ہم نے کنارا نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا
ہم نے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تیری رحمت نے گوارا نہ کیا

(عبدالمجید پرویں رقم)